یہ مسئلہ مذہب شیعہ کا ہی اہل سنت نہ ملاحظہ کریں

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

در زمان برکت توامان و آوان سعادت اقتران جواب بعض مسائل مشکلۂ علم کلام چکیدۂ کلک گوہر سلک جناب العلامۃ الاوحد السیدع المفرد اسوۃ العلماء والمحققین قدوۃ الفقہاء والمتکلمین فخر الاماجد والاکابر وارث العلم کابراً عن کابر آیۃ اللہ فی العالمین حجۃ الاسلام والمسلمین عماد العلا جناب مولانا

السید مصطفےٰ المعروف بہ جناب میر آغا صاحب

ادام اللہ ظلالہ الشریف و وجودہ المنیف حسب ارشاد فیض بنیاد حشمت مآبان و عظمت انتسابان معدنان جود و سخا مخزنان فیض و عطا جناب داروغہ حاجی سید سلطان احمد صاحب المتخلص بہ ضبط و جناب علی حسین صاحب دام اللہ برکاتہما بحسن اہتمام خاکسار سید محمد داروغہ جناب رضوان مکان جناب سید بچھن صاحب اعلی اللہ مقامہ

در مطبع تصویر عالم واقع لکھنؤ زیور طبع پوشید

بجناب معلی القاب جناب مولانا صاحب دام ظلہ العالی

اداب دست بستہ - سائل دستخطی جناب کے پہونچے نہایت ممنون و مشکور ہوا
ایک مسئلہ جو ذیل میں درج کرتا ہون خصوصاً سے خلش پیدا کیے ہوئے
ہی جواب باصواب سے مشرف فرمائیے - جواب ایسا مدلل و مسکت ہو
کہ معترض تسلیم کرلے - جناب کو جواب تحریر کرنے میں تکلیف بہت تو ہوگی -
لیکن مشکوک طبع کو تسکین ہوجائیگی اور معترض کو جواب دیا جائیگا بعد اسکے
غالبا عرصہ تک میرے پاس کوئی مسئلہ دریافت کرنے کو نہین ہی

(مسئلہ)

کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ اہل ایشیا نے اس کرہ
ارض کو سات حصون مین تقسیم کرکے ہفت اقلیم نام رکھا ہی اور اہل یورپ
نے اس ربع مسکون کے پانچ حصے کیے ہین اور ذیل کے نام رکھے ہین
ایشیا - افریقہ - یورپ - امریکہ - اوشنیا - چنانچہ ایشیا مین ممالک
چین - ہندوستان - تبت - تاتار - کابل - عرب - عجم وغیرہ داخل ہین
اور افریقہ مین مصر - حبش - ٹرنسوال - وغیرہ ہین - یورپ مین انگلستان

روس - روم - جرمن - فرانس - اٹلی - اسپین وغیرہ ہین - اسیطرح امریکہ
اوشنیا مین بھی بہت سے ممالک ہین -

حضرتِ آدم سے لیکر ہمارے حضرتِ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
تک ایک لاکھ چوبیس ہزار یاکم وبیش رسول وپیغمبر ہوئے ہین - اب یہ
دیکھنا چاہیے کہ یہ حضرات کہان کہان اور کس کس سرزمین مین مبعوث ہوئے
اور کہان کہان ہدایت کی - حضرتِ آدم کا ہبوط گوکہ سراندیپ مین ہوا
لیکن جبل عرفات پر حضرت حوا سے ملاقی ہوئے اور عرب ہی مین رہے
مجکو حضرتِ آدم کی قبر کا حال معلوم نہین ہے کہ کہان ہے لیکن حضرت
حوا کی قبر مقام بندر جدہ مین ہے - حضرت نوح کا قیام پہلے کوفہ مین
تھا وہین سے طوفان اُٹھا بعدہ کوہ جودی - کے قریب ہوا
حضرتِ ابراہیم شہر بابل مین قیام پذیر تھے تاریخ بربادی بابل ونینوا
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر بابل ونینوا ہم سرحد تھے اور زمین
نینوا پر بالفعل کربلای معلّےٰ واقع ہے - اِسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے
کہ جسوقت خامس آل عبا کا راہوار زمین کربلا پر رُکا تو آپنے دریافت
فرمایا کہ اِس زمین کا کیا نام ہے تو لوگون نے پہلے ہی کہا کہ اِسکا نام

نینوا ہے۔ غرضکہ شہر بابل و نینوا عرب ہی کی سرزمین پر تھا اور شہر بابل
مین نمرود اور بعد اُسکے بخت نصر کا تخت سلطنت تھا۔ حضرت ابراہیمؑ
و حضرت اسمٰعیلؑ نے خانۂ کعبہ کی تعمیر کی اور حضرت اسمٰعیلؑ نے وہین سکونت
اختیار کی۔ اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب نے شہر کنعان مین قیام کیا
بعدہ بنی اسرائیل نے مصر مین سکونت اختیار کی اور حضرت موسےٰ
علیہ السّلام کے ساتھ یہ لوگ چلے گئے اور شام وغیرہ مین آباد ہوئے
حضرت مریم کی پرورش حضرت ذکریا نے کی تھی اور حضرت مریمؑ خانۂ
کعبہ کی خدمت کرتی تھین۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی ولادت قریب
ہوئی تو حکم ہوا کہ خانہ کعبہ سے باہر چلی جاؤ۔ غرضکہ حضرت عیسیٰؑ بھی عرب ہی
مین رہے۔

حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ بھی عرب ہی مین رہے
حضرت کی حیات مین چند جگہ جہاد ہوا یعنے جنگ بدر و جنگ اُحد
و جنگ حنین وغیرہ۔ مجکو ان مقامات کی جغرافیائی حالت تو معلوم
نہین ہی لیکن قیاس یہ کہتا ہے کہ وہ مقامات جہان جنگ واقع ہوئی
مدینۂ منورہ و مکۂ معظمہ کے اطراف و جوانب مین ہونگے مطلب یہ ہی کہ

دور دراز مقامات پر جہاں حضرت کی حیات مین نہین ہوا۔

بعد انتقال پُر ملال آنحضرت کے جو کچھ اسلام مین رخنہ اندازیان ہوئین وہ ظاہر ہین۔ حدیث ثقلین اور وصیّت خم غدیر کو تمام صحابی نے بھلا دیا صرف "حسبنا کتاب اللہ" پر عمل رہ گیا تھا۔ یہ بھی زبانی تھا۔ کتاب اللہ کو سوائے چہاردہ معصوم کے اور کون سمجھ سکتا تھا۔ غرضکہ اصحاب ثلثہ نے بطمع دنیاے دنی خلافت غصب کرلے برعکس نہند نام زنگی کافور دینیت کے پردے مین بے دینی دور و دراز ملکون مین پھیلائی اُس سے اسلام کو سواے نقصان کے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ہندوستان مین بھی حجاج بن یوسف عباسی نے جو کہ خاندان نبوت واہلبیت رسالت کا پکا دشمن تھا محمد قاسم کے ذریعہ سے دور دور تک بیدینی پھیلائی پھر محمد غزنوی نے سترہ اٹھارہ حملے کیے سومنات کو شکست کیا غرضکہ ممالک یورپ و فارس و ہندوستان وغیرہ مین اصحاب ثلثہ اور اُنکے تابعین و معتقدین کے ذریعہ سے اسلام جسکو بیدینی کہنا چاہیے پہونچا۔ اس سے کیا حاصل ہوا۔ اس سے تو لوگ اور گمراہ ہوگئے۔ غرضکہ جو اسلام کی اشاعت تھوڑی بہت اطراف و

جانب مدینۂ منورہ و مکۂ معظمہ مین حضرت کی حیات مین ہوئی وہی صحیح
تھی اور اصحاب ثلثہ اور اُنکے تابعین نے جسقدر اسلام پھیلایا وہ بے
اسلامی بلکہ بے دینی و گمراہی ہے۔
اب قابل اعتراض یہ بات ہے کہ کیا سبب ہے کہ صرف عرب ہی کی زمین
مین جو کہ تمام دنیا کے بہ نسبت اُسکا سوان حصہ ہوگا یا اس سے
بھی کم ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث ہوئے۔ کیا ابتدائے
آفرینش سے تمام دنیا مین خدا پرستی اور دینداری تھی؛ صرف عرب
ہی مین بُت پرستی اور بے دینی تھی؛ مین تو جانتا ہون کہ ہندوستان
کی ایسی بت پرستی کہین نہ ہوگی۔ اور چین و برہما مین جیسے لودھ
پرستی ہے ویسی دوسرے مقام پر نہ ہوگی۔ اسکا کیا سبب ہے
کہ تمام دنیا کے بندے اور تمام دنیا کی مخلوق معطّل و بیکار
چھوڑ دی گئی؛ کیا خدا کے بندے یہ لوگ نہ تھے۔ انکے سب کے پاس
اپنے رسول و نبی بھیجکر خداوند کریم نے کیون نہ راہِ راست دکھائی
اور اپنے کو کیون نہ پہچنوایا اور ان سب پر اپنی حجت کیون نہ تمام
کی تمام دنیا کے لوگ جو کفر و نفاق و بُت پرستی و بے دینی کی

نوح کا دعوی نبوت کرنا معلوم ہوا۔ آیا اِسکو عقل باور کر سکتی ہے؟ تیسرے
یہ کہ چند پیغمبرون کی اُمت پر عذاب نازل ہوا مثل امّت حضرت ہود
و حضرت صالح و حضرت لوط وغیرہم کے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہ اخبار پوشیدہ
رہے ہون اُس زمانے مین کسی اہلِ قریہ سے چہ جاے اہلِ بلاد سے
چوتھے یہ کہ فرعون جو دعوے خدائی کا کرتا تھا اُسکے وجود اور سلطنت
کی خبر کہان نہ پہونچی ہوگی۔ اور جہان یہ خبر پہونچی ہوگی تو وہان پر ضرور
اور لازم ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی بھی خبر پہونچی ہو اسوجہ سے کہ اِتنے بڑے
بادشاہ کا اُنھون نے مقابلہ کیا اور اُنھین کی دعا سے وہ غرق ہو کر
ہلاک ہوگیا۔ کیونکہ الاشیاءُ تعرفُ باضدادہا۔ اور اِسی وجہ سے یہ مثل
شائع ہوگئی لِکلِ فرعون موسے۔ علاوہ اِسکے بنی اسرائیل منجملہ امت حضرت
موسےٰ لاکھون تھے اُنمین سے کسی کی خبر بعضے قریون مین کسی زمانے
اور کسی وقت مین نہ پہونچی ہو یہ بھی خلاف عقل ہے۔ پانچوین مثل تقریر
مذکور کے یہ تقریر ہے کہ نمرود کی سلطنت اور حکومت فرعون کی سلطنت
اور حکومت سے زیادہ تھی۔ چنانچہ بعض کتب معتبرہ مین لکھا ہے کہ نمرود ہفت
اقلیم کا بادشاہ تھا پس جب ہفت اقلیم مین اُسکی بادشاہی کی خبر

پہونچی ہوگی تو لازم ہے کہ حضرت ابراہیم کی خبر بھی ہفت اقلیم مین پہونچی ہو
اسلیے کہ اُنھون نے اُسکا مقابلہ کیا اور اُنھین کی دعا سے وہ ہلاک ہوگیا
چھٹے یہ کہ حضرت سلیمان بھی ہفت اقلیم کے بادشاہ تھے اور تخت سلیمان
کو ہوا صبح کو ایک مہینے کی راہ تک لیجاتی تھی اور شام کو ایک مہینے
کی راہ تک اور وہ خود دعواے نبوت کرتے تھے پس کیونکر دنیا مین
ایسا ہوگا جو اسپر مطلع نہوا ہو ساتوین سکندر ذوالقرنین بھی ہفت اقلیم
کے بادشاہ تھے اور تمام دنیا کی اُنھون نے سیاحت اور سیر کی تھی یہانتک
کہ ظلمات کو بھی دیکھ آئے تھے اور بعض روایات کے موجب پیغمبر تھے
مثل حضرت سلیمان کے پس جو انکے بارہ مین تقریر کی گئی وہ انکے بارہ
مین بھی ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس سے قطع نظر کیجاوے تو اُنکے مرسل ہونے
مین کسیطرح کا شک نہین ہے پس فقط یہی امر کافی ہے۔ علاوہ یہ کہ حضرت
خضر پیغمبر اونکے ہمراہ رہتے تھے سفر مین اور منازل مین۔ آٹھوین یہ کہ
اُمور سابقہ سے قطع نظر کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ ہمکو گمان غالب بلکہ علم
حاصل ہوا ہے اس بات کا کہ ہفت اقلیم مین سے کوئی بلد بلکہ کوئی قریہ
ایسا نہوگا جہان اقوام نصارے مین سے کوئی متنفس کسی زمانہ مین

اور کسی وقت مین اب تک نہ پہونچا ہو اور معترض بھی اسکا انکار نہین کرسکتا۔ اور جب کوئی نصرانی وہان پہونچے گا تو وہان کے لوگون کو اپنے مذہب سے ولو اجمالاً خبر ضرور دے گا۔ پس دو امر اُن لوگون کی سماعت مین گزرین گے اوّل یہ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السّلام کے قبل جو پیغمبرانِ خدا گزرے وہ راست گو اور برحق تھے بشہادت انجیل و توریت۔ دوم یہ کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر مکہ مین پیدا ہوئے اور اُنھون نے دعوے نبوت کا کیا اور ہزارون آدمی اُنکی تصدیق کرکے مسلمان ہو گئے لیکن نصاریٰ انکو نہین مانتے۔ پس اُن لوگون کو اگر ان دو امر و نکا علم نہ ہو تو ظن حاصل ہو گا اور لا اقل یہ ہے کہ خبر مخبر کے صدق کا احتمال تو ضرور ہو گا۔ پس اُنمین سے جو شخص عقل رکھتا ہو گا اُسکو عقل اُسکی حکم کرے گی دربارہ تحقیق خبر مذکور اور یہی ہمارا مدعا اور مطلب ہے از ابتداے تحریر و تقریر۔ اور یہ جو کچھ ہمنے بیان کیا بہ نسبت اُس قریۂ بعیدہ اور مخفیہ کے تھا کہ جسکا نام و نشان بھی اکثر اور غالب مردمان کو معلوم نہین ہے گویا کہ فرضی ہے اور لیکن سواے

اوسکے باقی مواضع ہین ہمکو گمان غالب ہے کہ کوئی بلد اور کوئی قریہ ایسا نہ ہوگا کہ جہان ایک یا دو شخص اہل اسلام مین سے پائے نہ جاوین۔

پس اب بتائیے کہ اس سے زیادہ اشاعت اور شہرت اسلام کی کیا ہوگی؟ اور اگر اشاعت اسلام سے مدعا معترض کا یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ نے دنیا بھر کے افرادن کو مسلمان کیون نہ کر ڈالا۔ پس یہ کلام سراسر بیجا اور باطل ہی اسلیے کہ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ کو حق تعالے کا یہ حکم نہین تھا کہ سب کو باکراہ واجبار مسلمان کرو۔ جیسا کہ قرآن شریف مین فرمایا کہ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔

خلاصہ یہ کہ پروردگار نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کو اور بقدر اُنکے اوصیا کو مبعوث اور منصوب فرمایا واسطے ہدایت تمام مخلوقات مکلفین کے اور ہر پیغمبر کو صاحب اعجاز کر کے معجزات اُنکے ہاتھ پر ظاہر فرمائے تاکہ دلیل قائم ہو اونکے صدق اور رسول خدا ہونے پر۔ اور چند پیغمبرون کے واسطے شریعتین مقرر فرمائیں اور

اور چند کتب سماویہ نازل فرمائین اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد
مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ کی شریعت کو ناسخ شریعتہاے
سابقہ کر کے باقی رکھا تا روز قیامت۔ اور ابتدای حضرت
آدم تا ایندم وازین وقت تا آخر عمر دنیا کوئی بندہ صاحب
عقل وفہم ایسا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا کہ جسپر پروردگار نے اپنی
حجت کو تمام نہ کیا ہو۔ بنا بر اُس تقریر کے جو ہمنے ابتدی تحریر کے
ابتدا مین بیان کی یعنے اولاً ہر بندے کو عقل اور قوت فہم
عنایت کی اور بعد ازان اُسکو تکلیف دی کہ ہمنے جو شریعت
مقرر کی ہے بذریعۂ پیغمبر اُسکو دریافت کرو۔ اور اُسپر عمل کرو۔
اور اُسکے دریافت ہونے کو محال نہین کردانا بلکہ ممکن اور
سہل کر دیا ہے اُن وجوہ اور طریقون سے کہ جسکی طرف ہمنے
رمزاً اشارہ کیا بلکہ تصریحاً بیان کیا لیکن باوجود اسکے اگر
کوئی مکلف اُس راہ پر نہ چلے گا یا طریقۂ حقہ اُسکو معلوم
ہوگا لیکن عمداً اختیاراً اُسکو ترک کرے گا بخواہش نفسانی
مع دنیا یا باغواے شیطانی تو کیونکر اُسپر خدا کی حجت تمام نہین ہوئی

اور کیون وہ شخص مستحق عذاب الیم کا نہ ہوگا؟۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ وتجنب عن الضلالۃ والردے۔ ہرچند بیان ان امور کا بسط وتفصیل مع التطویل چاہتا تھا لیکن اسقدر فرصت اور مہلت نملی۔ اور نیز بخیال من لایکفیہ الیسیر لایکفیہ الکثیر اسی قدر پر اکتفا کی گئی ولعلہ یکون کافیا لطالب الہدایۃ انشاء اللہ الکریم وہو الہادی الی الصراط المستقیم۔ حررہ خادم الشریعۃ المصطفویہ السید مصطفی المدعو بہ میر آغا عفی عنہ۔

قطعہ تاریخ طبع مسئلہ ہذا از نتیجہ فکر شاعر خوش بیان سخنور نکتہ دان جناب سید سلطان احمد صاحب ضبط لکھنوی شاگرد حضرت جلال لکھنوی

مقتدائم جناب میر آغا — ہادی خلق و پیشوائے زمن
قبلۂ دین و کعبۂ ایمان — بندۂ خاص خالق ذو المن
عالم و مجتہد ادیب و فقیہ — ہمچو وے نیست در زمانہ من
حل این مسئلہ نمود الحال — او بہ جہد بلیغ و سعی حسن
بسکہ شافی جواب مسئلہ ہست — ہیچکس را نماند جائے سخن
شور تحسین و آفرین برخاست — ہر کہ آنرا شنید گفت احسن
سال طبعش نوشت ضبط چنین — کردہ شیعہ بزم دین روشن

۱۳۲۰ھ